ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم

بدر

جلد ۲۰ | قادیان دارالامان ۲۰ اپریل ۱۹۱۲ء | نمبر ۱۲

ہفتہ وار اخبار (رجسٹرڈ) زیر نگرانی شیخ یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم

Digitized by Khilafat Library

ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ ومتعنا اللہ بطول حیاتہٖ آمین) کی مصیب اعدا ناسازی مزاج کا سلسلہ ابھی چلا جارہا ہے۔ اللہ کے فضل سے امید ہے کہ بہت جلد جماعت کو آپ کی صحت کامل کا مژدہ سنانے کا موقعہ ملیگا ؛

(۲) حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے نبیوں اور خلفاء کی صحت و علالت ان کی زندگی کا ہر واقعہ اور ہر حالت قوم کیلئے ایک سبق اور تعلیم ہوتی ہے۔ میرا اپنا ایمان تو یہ ہے کہ قوم کی شامت اعمال اور بعض کمزوریاں ہی ان مبارک وجودوں کی ظاہری تکلیف کا موجب ہو جاتی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی راہ میں جو چیز روک تھی وہ بنی اسرائیل کی کمزوریاں ہی تھیں۔ اس لئے ہم جو آپ کی علالت کے ایام میں ان فیوض سے محروم ہو رہے ہیں جو آپ کی صحت کے ایام میں میسر تھے تو یہ دراصل ہماری اپنی غفلتوں اور کمزوریوں کا نتیجہ ہے اسلئے ہم پر لازم ہے کہ ہم کثرت سے استغفار کریں اور اس کے ساتھ صدقات دیں۔ اور دعاؤں میں لگے رہیں ؛

(۳) انسان کے اخلاق کا پتہ اس وقت لگتا ہے جب وہ خدا پر اس کے ایمان و توکل کا اندازہ بیماری کی حالت میں خوب ہوتا ہے۔

میں احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح کی بعض باتیں سناتا ہوں۔ ان کے ایمان اور ذوق میں ترقی ہوگی۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر کرینگے کہ انہوں نے جس ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے وہ بابرکت ہاتھ ہے ؛

۲۱ اپریل کو حضرت کو تکلیف زیادہ تھی۔ آپ نے چند احباب کو بلایا۔ اور دعا کے لئے تحریک فرمائی۔ مغرب کی نماز میں حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب نے اعلان کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح چاہتے ہیں کہ احباب مل کر صحت کے لئے دعا کریں۔ اور کل ۲۲ اپریل کو بعد نماز ظہر دعا کی جائے اس مقصد کے لئے ۲۲ اپریل ۱۹۱۲ء

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی عرفانی پروپرائٹر و پبلشر کے شائع ہوا

کو بعد نماز ظہر مسجد اقصیٰ میں احباب نے ملکر دعا کی۔

۴۔ بات بظاہر معمولی ہے لیکن اس کی تہ میں اس **لذیذ** اور **کامل ایمان** کا پتہ ملتا ہے جو اس پاک **وجود** کی اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات پر ہے۔ بدر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو باوجود یکہ خدا تعالیٰ کے فرمودہ پر پورا ایمان تھا۔ مگر آپ نے بہت دعا کی یہانتک کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں جو پورے ہونگے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک کامل عارف باللہ تھے اور خدا تعالیٰ کی بے نیازی پر بھی ایمان لاتے تھے۔ اور جانتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے فتح و نصرت کی شہادت دی ہے مگر پھر بھی دعاؤں میں مصروف رہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی بے نیازی ایک الگ چیز ہے اور اس کی صفات میں سے ایک صفت ہے اس لئے مومن کا کام یہی ہے کہ وہ ہر وقت اسی کے آستانہ پر گرا رہے حضرت **خلیفۃ المسیح** نے اس حکم میں جماعت کو ایک سبق دیا۔ کہ ہر **مصیبت** و ابتلا میں تمہارا **قدم** خدا تعالیٰ کی طرف اٹھنا چاہیئے۔ اور اسی کی طرف بڑھو۔ جس طرح پر ماں بچے کو مارتی ہے تو وہ پھر ماں ہی پکارتا ہوا اس کی طرف جاتا ہے۔ پھر تمہاری تمام امیدیں اسی میں جاکر ختم ہوں اور ہر مصیبت و ابتلا میں دعاؤں سے کشود کار چاہو۔ اور مل کر دعائیں کرو۔ کیونکہ نہیں معلوم کون ایسا وجود ہے جس کی دعاؤں کی خدا کی نظر میں زیادہ عزت اور قدر ہے تمہاری دعائیں اس سے ملکر قبولیت کا رنگ اختیار کرلیں گی۔ میں نے حضرت کے اس ارشاد و دعا کو سنا تو مجھے بہت جوش اور ذوق دعا کے لئے پیدا ہوا۔ اور حضرت **خلیفۃ ثانی** کے متعلق میرے **ایمان** میں ایک خاص کیفیت پیدا ہوئی۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ احباب کو اس میں شریک کروں۔

(۵) ایسا ہی صدقات کے متعلق بھی دیکھا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہی عام عادت تھی کہ وہ ذرا سی تکلیف پر بھی صدقات میں ترقی کرتے اور خدا کے حضور **قربانیاں** دیتے۔ مصائب اور ابتلا کے ایام میں آپ کا یہ جوش اور عمل بہت ترقی کر جاتا۔ ایک مرتبہ ایک بچے کے خواب پر یہاں اس قدر قربانیوں کے رنگ میں صدقہ کیا گیا کہ قربانی کے بکروں کے ذبح سے صحن کی نالیاں جاری ہوگئی تھیں۔

حضرت **خلیفہ ثانی** کا عمل بھی اسی سنت پر ہے۔ کوئی چھوٹا سے چھوٹا امر بھی پیش آجاتا ہے تو آپ صدقات کی طرف توجہ فرماتے ہیں اور یہ عملی تعلیم ہے کہ اپنے ابتلاؤں میں **صدقات** اور دعاؤں سے کام لو۔

چونکہ جماعت کے **امام** اور **خلیفہ** کی **علالت** ایک قومی **تکلیف** اور ابتلا ہوتا ہے۔ اس لئے جماعت کو **صدقات** و **خیرات** سے کام لینا چاہیئے۔ قادیان کی جماعت نے **صدقے** کا انتظام کیا ہے۔ بیرونی جماعتیں بھی اس میں حصہ لیں تو بابرکت امر ہے۔ پس اپنے اپنے **مقامون** پر ملکر بھی اور جدا جدا بھی دعائیں کرو۔ اور صدقات دو۔ اس طرح پر یہ **علالت** اپنے رنگ میں تمہارے لئے قرب الٰہی کا ایک ذریعہ ہوگی یاد رکھو کوئی تشویش کی بات نہیں ہے حضرت کی صحت خدا کے فضل سے ترقی کر رہی ہے۔ اللھم زد فزد۔

حضرت کی اس ناسازی مزاج سے جو سبق ہمیں مل سکے ہیں ان پر تفصیل سے آپ کی صحت کے بعد انشاء اللہ لکھنے کا ارادہ ہے ٭ مختصر رپورٹ حسب ذیل ہے۔

۲۴ اپریل کی صبح کو بخار بالکل نہیں تھا۔ مگر پیش کا خفیف سا درد ہوا۔ جس سے بہت ضعف ہوگیا اور غشی کی سی کیفیت ہوگئی۔ رات کو نیند بھی آگئی۔ ۲۵ اپریل کو طبیعت اچھی رہی بخار نہیں ہوا مگر ضعف بدستور رہا نیند آگئی۔ ۲۶ کی صبح کو طبیعت اچھی ہے آج ۲۷ کو بھی الحمد اللہ طبیعت اچھی ہے۔ (۱۲ بجے دن تک)

۲۵ اپریل ۱۹۱۸ء کو خدام قادیان نے صدقہ دینے کا انتظام کیا اور قریباً پونے دو سو روپیہ کے قریب جمع ہوا۔ ۲۶ کو ۱۰ بکرے ذبح ہو

زکوٰۃ

زکوٰۃ اسلامی ارکان اور ضروریات میں سے ایک اہم ضرورت ہے اس کی اہمیت کا اس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو منکرین زکوٰۃ کے ساتھ جنگ کرنا پڑا۔ پھر زکوٰۃ کے خرچ کرنے کا ہر شخص کو اختیار نہیں۔ بلکہ ضروری ہے کہ وہ خلیفہ کے حضور جمع ہو۔ اور وہ مصارف زکوٰۃ کے موافق اس کے خرچ کرنے کا حکم دے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے انتظام زکوٰۃ کے خاص طور پر اپنی تقریروں کی تاکید فرمائی ہے۔ غرض زکوٰۃ ایک نہایت اہم اور ضروری رکن ہے اور قومی بیت المال کا جزو اعظم ہے احمدی جماعت نے دوسرے مسلمانوں کے مقابلہ میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے اس لئے انہیں مضبوطی کے ساتھ اس اصل کو پنجہ مارنا چاہیئے۔ رجب کے مہینے میں عام طور پر لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اس لئے ہر صاحب نصاب کو مناسب ہے کہ وہ حساب کر کے زکوٰۃ کا روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام بھیجدیں اور یہ روپیہ جمع ہو جانے پر مصارف زکوٰۃ پر حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے صرف ہوگا۔ تمام تاجر اپنے اپنے حساب باقاعدہ کریں۔ زکوٰۃ کے لئے حساب کرنے سے انہیں اپنے حسابات کی درستی کا بھی موقعہ ملیگا۔ انجمنوں میں باقاعدہ زکوٰۃ کے رجسٹر رکھنے چاہئیں۔ جن کی پیشانیاں صدر انجمن نے چھپوائی ہیں اور وہ ماتحت انجمنوں کو بھیجدی جاوینگی کہ اس کے موافق زکوٰۃ کے رجسٹر تیار کریں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ مختصر سی تحریک کافی سمجھی جائے گی۔ اور تمام انجمنیں وصول زکوٰۃ کا باقاعدہ انتظام کر دینگی ؛

اطلاع۔ پریس میں کی علالت کے باعث یہ اخبار صرف آٹھ صفحوں پر شائع ہوا ہے

ایڈیٹر

لنڈن مشن

ولایت میں جناب مفتی صاحب کے ہاتھ پر دو نٹ نور میں دو مرد اور ایک عورت حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔ جن میں ایک نہایت قابل ڈاکٹر اتھیرج۔ ایم۔ آر۔ سی۔ ایس ہیں۔ معہ اپنی ہمشیرہ کے مسلمان ہوئے بہن بھائی کا نام حکمۃ اور حکیم رکھا گیا۔

۲۔ قاضی عبداللہ صاحب کے ہاتھ پر مس ہاروی مسلمان ہوئی ان کے علاوہ قاضی صاحب کی تبلیغی کوششوں سے چار معزز دوست سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

۳۔ مفتی صاحب کو علمی فضیلت کے باعث لنڈن کالج آف سائیکالوجی نے اپنا فیلو منتخب کیا۔ اور ایف۔ پی۔ سی کا ٹائیٹل عطا کیا الحمد للہ علی ذالک ؛

۴۔ پنجاب کے مختلف مقامات پر تبلیغی دورے اور مناظرے ہوتے رہے۔ شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے ڈیرہ اسماعیل خان میں آریوں کو شکست فاش دی۔ جبکہ مناظرہ سے انہوں نے انکار کر دیا۔ مفصل نور میں شائع ہوگا۔ شیخ صاحب کے لیکچر بڑی کامیابی سے ہوئے۔ مولوی فضل الدین اور شیخ عبدالرحمن صاحب نومسلم مصری آریوں سے مباحثہ کے لئے گوجرانوالہ تشریف لیگئے ہیں۔

گرنتھ پور میں مولوی ثناء اللہ امرتسری سے حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مباحثہ کیا۔

رسالہ احمدی خاتون

احمدی سلسلہ کا اکیلا ماہوار رسالہ جو مستورات میں مذہبی دلچسپی اور دینداری کا مذاق پیدا کرنے کیلئے جاری کیا گیا ہے خدا کے فضل سے باقاعدہ شائع ہونے لگا ہے سالانہ قیمت عہ ہے اسکی پہلی جلدیں عہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو تازہ تحریریں

فلسفہ اخلاق اور علمی صراط مستقیم

ایسا ہی تزکیہ نفس کی حالت میں توحید عملی غرض ہوتی ہے اور اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ تا اپنے صحن قلب کو دخل غیر اللہ سے صاف اور پاک کرے اور بلاشبہ اخلاق رزیلہ سب غیر اللہ ہیں۔ جو کسی خود غرضی کے منشاء سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک شخص جو تکبر کرتا ہے اس کو اپنے نفس کو بزرگ بنانا مدنظر ہوتا ہے ایسا ہی عجب میں اپنے نفس کی خوبی دیکھی جاتی ہے بخل میں بھی اپنی ہی خودداری منظور ہوتی ہے۔ حرص بھی اپنا ہی نفس خوش کرنے کے لئے ہوا کرتی ہے۔ پس

(۱۲) انسان کی **فلاح کلی** ترک سے اسی میں ہے کہ وہ **اخلاق ذمیمہ** سے تزکیہ اپنے نفس کا کر کے **توحید عملی** اختیار کرے اور اسی کیطرف اشارہ ہے **قد افلح من زکھا** میں۔ اور اسی کی طرف اشارہ ہے **الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون**

یعنے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو کسی نوع کی شرک سے ملوث نہ کیا۔ انہیں کو خطرات عذاب سے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔ یعنے ان کا قول اور فعل اور حال سب خدا کے لئے ہو گیا۔ ایمان بھی خالصاً خدا پر لائے۔ اور توحید فی ذات اللہ اور توحید فی صفات اللہ کا درجہ پایا۔ اور پھر اپنی اخلاقی قوتوں کو بھی خدا کی راہ پر خرچ کیا یعنے توحید فی تبعیت اخلاق اللہ اختیار کی۔ اور یہ توحید فی تبعیت اخلاق اللہ اس لئے توحید ہے کہ اس سے اپنی صفات سے فنا لازم آتی ہے اور پھر توحید آخری جو توحید عالی ہے یہ کہ نفس کو اخلاق رزیلہ اور ہر ایک خواہش ماسوی اللہ سے پاک کر کے انس اور شوق الٰہی میں مستغرق کرے یہ اس لئے توحید ہے کہ اس میں فنا اپنی ذات سے لازم آتی ہے کیونکہ بکلی تزکیہ نفس کا تب ہی ہوتا ہے کہ جب نفس ہی درمیان نہ رہے۔

صیقل زدم آنقدر کہ آئینہ نماند

یہ توحید کامل دعا اور تضرع سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ اپنے وجود اور اپنی خواہشوں سے بکلی منقطع ہو جانا وضع انسان کے برخلاف ہے اس لئے محض اپنے علم اور زور سے اس مہم کو فتح کرنا نہایت درجہ مشکل ہے اور عبودیت خالص بجز اس توحید کے ممکن نہیں اس لئے توحید کے حاصل کرنے کے لئے۔

ایاک نعبد وایاک نستعین کی دعا ہے

کیونکہ بجز فضل الٰہی کے یہ توحید حاصل نہیں ہو سکتی۔

اب خلاصہ یہ ہے کہ توحید تین قسم ہے ایک **توحید علمی** کہ جو تصحیح عقائد سے حاصل ہوتی ہے۔ دوسری **توحید عملی** کہ جو قویٰ اخلاقی کو خدا کے راستہ میں محو کرنے سے یعنے **فنا فی اخلاق اللہ** سے حاصل ہوتی ہے۔

تیسری توحید **حالی** جو اپنے نفس ہی کا حال اچھا بنانے سے حاصل ہوتی ہے یعنی نفس کو کمال تزکیہ کے مرتبہ تک پہونچانا اور غیر اللہ سے صحن قلب کو بالکل خالی کرنا اور نابود ہو کر بود ہو جانا یہ توحید بوجہ کامل تب میسر آتی ہے کہ جب جذبہ الٰہی انسان کو پکڑے اور بالکل اپنے نفس سے نابود کر دے اور بجز فضل آلہی کے نہ یہ علم سے حاصل ہو سکتی ہے اور نہ عمل سے اسی کے لئے عابدین مخلصین کی زبان پر نعرہ **ایاک نستعین** ہے **ان اللہ یزکی من یشاء** لیکن جو شخص ظلم صریح اور کذب فاش کو چھوڑ دے۔ اور حتی الوسع والطاقت تزکیہ نفس میں مجاہدہ کرے اسکو جناب الٰہی سے امیدوار ہونا چاہیئے جو اس توحید کا پیالہ اس کے نصیب کرے ؎

گرچہ دوریش نہ بکوشش دہند ۔ ہر قدرائے دل کہ توانی بکوش

مکتوبات احمدیہ

سیٹھ عبدالرحمن صاحب کے نام

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہونچا میں اس قدر آپ کے لئے دعا میں لگا ہوا ہون جس کی تفصیل آپ کے پاس کرنا ضروری نہیں۔ خداوند علیم بہتر جانتا ہے۔ میں آپ کے تار کا منتظر نہیں زیادہ مجھے اس بات کا انتظار ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے بشارت کی تار پہونچے۔ یہ حالتیں عسر کی دنیا میں ہوتی رہتی ہیں۔ مگر بڑی بہاری دولت یہ ہے۔ کہ ایسی تقریبون سے انسان کو خدا تعالےٰ پر زیادہ یقین پیدا ہو جائے جبکہ میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ جس کو میں جانتا ہوں کہ وہ حضرت عزت جلشانہ میں قدر رکھتی ہے۔ تو پھر آپ کو زیادہ تر قلق اور کرب میں نہیں رہنا چاہیئے۔ دنیا کے محجوب لوگ جن کو خدا تعالےٰ سے بلا واسطہ اور بواسطہ کچھ تعلق نہیں ہوتا ہے۔ اگر غموں کے صدمہ سے مرھبی جائیں تو کچھ تعجب نہیں۔ مگر جس کو یہ تقریب پیش آئے جو آپ کو میسر آئی ہے اس کو غم کرنا اس تقریب کی ناقدر شناسی ہے۔ دنیا تماشاگاہ ہے کبھی انسان عروج میں گویا افلاک تک پہونچتا ہے۔ اور کبھی خاک میں۔ مگر جو لوگ خدا کی طرف اور خدا کے بندون کی طرف جھکتے ہیں وہ ضائع نہیں کئے جاتے ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ میں ہر ایک رات پیام بشارت کا منتظر ہون اور میں خداوند کریم کو جس قدر فی الواقع رحیم کریم دیکھتا ہون میرے پاس الفاظ نہیں کہ ان کو بیان کر سکون ۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

یکم جولائی ۱۸۹۹ء

ایضاً

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہونچا۔ اللہ جلشانہ آپ کی نیابت غیر سے صدہا حصہ زیادہ آپ سے معاملہ کرے آمین۔ میں آپ کے لئے دعا میں مشغول ہوں اور امید رکھتا ہون کہ قبولیت کی بشارت سنون مجھے اس قدر اللہ تعالےٰ کے لطف اور احسان پر امید ہے کہ ان کا اظہار مشکل ہے اور بغیر کسی فخر کے مجھے یقین ہے۔ کہ میری دعا معمولی نہیں ؎

ہر آن کاریکہ گردد از دعا محو جانانے — نہ شمشیرے کند آن کار و نے باد و نہ بارانے
عجب دارد اثر دستے کہ دست عاشقے باشد — بگرداند جہانے را ز بہر کار گریانے
اگر جنبد لب مردے ز بہر آنکہ سر گردد — خدا از آسمان پیدا کند ہر نوع سامانے
ز کار افتادہ را بر کار آرد خدا زیں رہ — ہمیں باشد دلیل آنکہ ہست از خلق پنہانے

مگر باید کہ باشد طالب او صابر و صادق
نہ بیند روز نومیدی وفادار از دل و جانے

والسلام خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ۱ اگست ۱۸۹۹ء

فراہمی غلہ کا انتظام

الحکم میں اس موقعہ پر فراہمی غلہ کی تجویز کئی دفعہ شائع ہوا کرتی ہیں۔ اس مرتبہ صدر انجمن نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ بیرونی انجمنیں اور محصلین جو غلہ چندہ میں وصول کریں وہ فروخت نہ کریں۔ بلکہ اصل غلہ ہی قادیان پہونچا جاوے۔ ضلع گورداسپور میں دو سیر فی من تمام مقامات کی انجمنوں نے دینا منظور کر لیا ہے ہر ایک جنس کا دوسرے اضلاع میں بھی یقین ہے کہ احمدی احباب اس تجویز پر عمل درآمد کریں گے۔ امسال تمام کے لئے لنگر خانہ اور سالانہ جلسہ کے اغراض کے لئے دو ہزار من غلہ کی کم از کم ضرورت ہے اس لئے یہ مقدار احمدی زمیندار احباب کو پوری کر دینی چاہیئے اس مرتبہ یہ تجویز ہے کہ پورے سال بھر کے ضروریات کیلئے لنگر خانہ اور سالانہ جلسہ کے خاص اخراجات کے موافق غلہ جمع کر لیا جاوے۔ اگر زمیندار احباب اور انجمنوں کے

جناب مولوی غلام اکبر خانصاحب

ہائی کورٹ حیدرآباد کی ججی کی کرسی پر

ہمارے ناظرین جناب مولوی غلام اکبر خان صاحب کے نام نامی سے واقف ہیں۔ آپ حیدرآباد کے ایک ممتاز رکن اور ایک قانونی رسالہ کے کامیاب ایڈیٹر کی حیثیت میں کافی سے زیادہ شہرت اور عزت حاصل کر چکے ہیں۔ حضور وزیر ہند اور وائسرائے ہند کی خدمت میں جو ایڈریس سلسلہ احمدیہ کے نمائندوں نے پیش کیا تھا ان میں مولوی غلام اکبر خان صاحب بھی احمدی جماعت کے نمائندے تھے۔ سلسلہ احمدیہ میں اپنے اخلاص اور ایثار کے لئے وہ قابل قدر ہیں۔ غرض مولوی غلام اکبر خان صاحب اپنی وجاہت اور علمی قابلیت اور عملی حیثیت میں ایک ممتاز بزرگ ہیں۔ ہائی کورٹ حیدرآباد کی ججی کے لئے سرکار نظام کی نگاہِ انتخاب و قدر نے جس وجود کو عزت بخشی وہ یہی مولوی غلام اکبر خانصاحب ہیں۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ مولوی غلام اکبر خان صاحب کی پریکٹس حیدرآباد دکن میں ایک کامیاب پریکٹس تھی۔ اور غالباً روپیہ کے نقطہ سے وکالت اور ججی کا موازنہ پورا نہ ہو سکے لیکن سلطانِ دکن کی قدردانی اور عزت افزائی ایک ایسی چیز ہے کہ یہ سکے اس کے مقابلہ میں کچھ ہستی ہی نہیں رکھتے اور ہمیں تو یقین رکھتا ہوں کہ سلطان دکن جس کی نگاہ انتخاب نے ہائی کورٹ کی ججی ایسے ذمہ واری کے عہدہ پر ایسے قابل اور وقیقہ رس انسان کو منتخب کیا ہے۔ وہ اس سے ناواقف نہیں ہو سکتے کہ مولوی غلام اکبر خان صاحب کی آمدنی پر اس کا کیا اثر پڑیگا۔

اور وہ وقت دور نہیں کہ خسروانہ نوازشیں مولوی صاحب کو کہاں سے کہاں لے جاتی ہیں۔ حیدرآباد دکن کی ہائی کورٹ میں مولوی غلام اکبر خان صاحب کے وجود سے خدا کے فضل سے ایک مفید اضافہ ہوا ہے۔ حیدرآباد کے باشندے خوش قسمت ہیں کہ انہیں ایک ایسے قابل قانون دان اور متدین اور بے لوث انسان کی خدمات سے فائدہ اٹھانیکا موقع ملا ہے اور یہ سب کچھ **سلطان دکن** کی بلند نظری اور مردم شناسی اور اپنی رعایا کی خبرگیری کا نتیجہ ہے۔

Digitized by Khilafat Library

مولوی صاحب کے فرائض میں جو اضافہ ہوا ہے وہ بہت عمدگی سے سمجھ سکتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ وہ **سلطان دکن** کے اس حسن ظن کو جو آپ نے اس انتخاب کے ذریعہ ظاہر فرمایا ہے۔ واقعات کی روشنی میں دکھا سکیں گے۔

مولوی غلام اکبر خان صاحب کے انتخاب سے سلطان دکن کی مذہبی بے تعصبی کا پورا پورا اظہار ہو گیا ہے۔ اور یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ترقی اور کامیابی کے لئے **سلطان دکن** کی نظر میں **صرف قابلیت ہی ایک معیار ہے**

بہرحال احمدی جماعت مولوی غلام اکبر خان صاحب کے اس انتخاب پر سلطان دکن کی قدردانی کا شکریہ ادا کرتی ہے اور وہ یقین رکھتی ہے کہ **مولوی غلام اکبر خان صاحب** کی خدمات اپنے آقا کی **خوشنودی** کو پیش از پیش حاصل کر سکیں گی۔

میں **احمدی جماعت** کے افراد کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ مولوی صاحب کی کامیابی کے لئے دعاؤں سے کام لیں۔ وہ اس **جلیل الشان** عہدہ کے ذریعہ انصاف اور آئین کا صحیح اور **حقیقی** رعب قایم کرنے میں کامیاب ہوں (آمین)

امتحان انٹرنس کا نتیجہ

ہمارے سکول تعلیم اسلام کے ۳۴ طلباء میں سے ۲۱ پاس ہوئے یہ نتیجہ گو سال ماسبق کی نسبت بہتر نہیں لیکن جبکہ اس سال پنجاب بھر کے سکولوں کا نتیجہ عمدہ نہیں تو

گذشتہ صحبتوں کی یاد

نمبر ۴

دائرۃ التالیف شبلی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

مولانا شبلی مرحوم ہر چند ہمارے سلسلے کے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھتے تھے۔ بلکہ میں نے ان میں سلسلہ کے متعلق اخلاقی جرأت کی بعض کمزوریوں کو اس وقت خصوصیت سے مشاہدہ کیا تھا جبکہ میں لکھنو کے جلسہ ندوۃ میں حضرت اولوالعزم اور دیگر بزرگان ملت کے ہمراہ شریک ہوا تھا۔ باایں میرا اپنا خیال ان کے متعلق یہ ہے کہ وہ تصنیف و تالیف کے نہ صرف شوقین تھے بلکہ وہ مفید اور پر از معلومات تالیفات کرنے والے تھے۔ ایک زمانہ میں انہوں نے دائرۃ التالیف نام رسالہ جاری کرنے کا ارادہ کیا۔

شبلی صاحب حضرت حکیم الامۃ مولینا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ سلسلہ خط و کتابت کہتے تھے حضرت حکیم الامۃ کو بھی وہ اشتہار بھیجا اور اس رسالہ میں گویا مضمون نویسی کی شرکت چاہی۔ بظاہر یہ ایک عمدہ اور خوشنما بات تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک جب یہ معاملہ پہونچا تو آپ نے نہایت نفرت کی نظر سے شرکت کو دیکھا اس کی کیفیت خود حضرت صاحب نے لکھی ہے۔ سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام میں یہ واقعات پوری تفصیل سے ہونگے۔ اس سے اس سوال کا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ دوسروں کے ساتھ مل کر یہ سلسلہ کس حد تک کام کر سکتا ہے؟ آج اس سوال پر مباحثے ہوتے ہیں مگر حضرت صاحب کا اسوہ حسنہ ہمارے سامنے ہے۔ یہی ایک راز ہے جو کسی قوم کو اولوالعزم اور کارکن بنا سکتا ہے ورنہ دوسروں میں جذب ہو کر ایک دریا بھی اپنے اثر اور نام کو کھو لیتا ہے تو ایک قوم کا مٹ جانا کیا بات ہے۔ اپنی ہستی کو قایم رکھنا چاہتے ہو تو آپ کام کرو۔ اب میں بدون کسی مبنی تمہید کے اس کیفیت کو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے الفاظ میں درج کر دیتا ہوں۔ ایڈیٹر۔

دو مولوی شبلی نے ایک اشتہار نکالا ہے کہ ایک رسالہ بنام دائرۃ التالیف جاری کیا جاوے جس میں مشاہیر علماء مضامین لکھا کریں اور یک جا کر کے مشتہر کئے جایا کریں۔ پھر مضامین کی فہرست دی ہے۔ اور من جملہ ان کے اہم مضمون یہ رکھا ہے کہ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت اور معارف و حقایق پر مضمون لکھے جائیں اور دوسری کتابوں سے اس کی ترجیح ثابت کی جاوے۔ غرض بڑا لمبا اشتہار ہے۔ مولوی نورالدین صاحب کے نام آیا۔ انہوں نے از بس پسند کیا اور مجھے اپنے ساتھ متفق کیا۔ ہم نے یہ خیال کیا کہ اب ہم مہوتسو کے جلسہ کی طرح اس میں بھی مضامین لکھکر غالب آجائیں گے۔

ہاں اس میں مضامین کی سرخی میں یہ بھی تھا کہ الٰہیات اور نبوت پر بھی مضامین ہوں ہم نے یہ سوچا کہ وہ لوگ لکھ ہی کیا سکتے ہیں۔ یوں اس سارے سلسلہ میں رسالہ میں سے سب سے زیادہ ہمارے مضامین شایع ہونگے غرض ہم از بس خوش ہوئے اور پھر شام کے وقت بڑے فخر اور جوش اور خوشی سے بہ معیت مولوی صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی۔ حضرت نے فرمایا۔

ہم کوئی کام ان لوگوں کی وساطت اور معیت سے کرنا نہیں چاہتے یہ لوگ زمینی ہیں۔ ان کے اغراض کبھی خالص اور صحیح ہو نہیں سکتے اور خدا تعالےٰ نے کبھی روا رکھا ہی نہیں کہ اس کا کام مادی اور زمینی آدمی کا مرہون منت ہو فرمایا۔ آپ گھبرائیں نہیں ہمارا سلسلہ **کامیاب** ہوگا اور ضرور ہوگا اور آسمانی راہوں سے ہوگا۔

فرمایا (اور مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر) کہ ایک سوال شبلی سے کریں اگر وہ اس کا جواب دے تو خوشی سے شامل ہونے کو طیار

ہیں اور وہ یہ ہے کہ

قرآن اپنی تعلیم سے انسان کو کیا بناتا اور کہاں تک پہونچانا چاہتا ہے۔ اور اس کی علت غائی کیا ہے؟ اور اس کے پیرو میں اور دوسرے مذاہب کے پیروؤں میں آخر کار بلحاظ اعمال اور مدارج کے مابہ الامتیاز اور فارق کیا پیدا ہو جاتا ہے، اور فرمایا۔ مجھے ان لوگوں کی کارروائیوں سے شدید قبض پیدا ہوتی ہے میں صاف دیکھتا ہوں کہ ان کا تعلق اس خدائے قادر مطلق سے قطعاً نہیں۔ جس کے سہارے سے ہم چلتے ہیں اور اس پر امیدیں باندھے بیٹھے ہیں غرض مولوی صاحب تو اس قدر ناراض اور خجل ہوئے کہ نیچے ہی دبتے چلے جائیں اور میں بھی از بس شرمندہ ہوا اور افسوس آیا کہ ہماری معرفت اور علم کیا شے ہے،،

یہ واقعہ تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں اس امر پر پوری روشنی ڈالتا ہے کہ ہم دوسروں کے ساتھ ملکر کہاں تک کام کر سکتے ہیں۔ (۱۲۶) ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی ذات و شخصیت کی وجہ سے ایسا کہہ سکتے تھے لیکن اب شاید اس کی ضرورت نہ ہو۔ مگر ایسا خیال محض نادانی اور جہالت کا خیال ہوگا جو طریق تبلیغ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں تعلیم کیا اور اپنے طرز عمل سے بتایا۔ وہ اس کی تائید نہیں کرتا۔

دنیا میں اسلام کی شوکت و جلال اور اس کی صداقت و کمال کے ظاہر کرنے کا ایک ہی طریق ہے کہ اس سلسلہ کو پیش کیا جاوے لیکن اگر اس کو چھوڑ دیا جاوے تو آج صداقت اسلام کے لئے اور راستہ نہیں۔ ایسی حالت میں اس کا اخفا کیونکر ہو سکتا ہے؟

اور پھر یہ غرض دوسروں کے ساتھ ملکر کیوں کر پوری ہو سکتی ہے؟ اتفاق و اتحاد فی نفسہٖ اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ مگر یہ وہی اتحاد ہے جو ایک ہاتھ پر واعتصموا بحبل اللہ کے حکم و ارشاد کے ماتحت ہوا کرتا ہے۔

غرض وہ زمانہ بھی عجیب زمانہ تھا۔ جس کی یاد آکر تڑپا جاتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے متبعین میں ایک ایسی روح پیدا کرنی چاہتے تھے کہ وہ دوسروں میں اپنے اخلاق اور اعمال کے ساتھ ہی نہیں بلکہ ان کے آثار و علامات کے ساتھ ممتاز ہوں۔

پھر آپ کے صحابہ کرام کی سیرتوں پر نظر کرو حضرت حکیم الامۃ اور حضرت مخدوم الملۃ جیسے عالم و عارف انسان کس فروتنی کے ساتھ اپنی کمزوری اور غلطی کا اعتراف کرتے

Digitized by Khilafat Library

کلید ظفر

چودھری ظفر اللہ خان صاحب بے۔ اے بیرسٹر ایٹ لا

ان نوجوانوں میں سے ایک ہیں جنکی قابلیت اور اخلاص قابل رشک ہے۔ الگلستان کے زمانہ قیام میں بھی ایک مستقل مزاج اور عملی احمدی کی حیثیت میں ممتاز رہے اور ہندوستان آکر انہیں خدا تعالیٰ نے سلسلہ کے بڑے بڑے کاموں کا موقعہ دیا۔ بانکی پور کے مشہور مقدمہ میں جو تقریر انہوں نے کی اور مشہور بنگالی مسٹر مظہر الحق کے مقابلہ میں کی اس کی خوبی کا اعتراف ہائی کورٹ کے ججوں تک نے کیا اور اخبارات میں بھی اس کا ذکر ہوا۔ پھر وزیر ہند کے روبرو جس مستقل مزاجی سے آپ نے احمدی جماعت کے ایڈریس کو پڑھا۔ وہ تحسین حاصل کئے بغیر نہ رہا۔ لاہور کے کامیاب قانونی رسالہ انڈین اوپینین کے ایڈیٹر کی حیثیت میں آپ کی قانونی واقفیت اور معلومات میں قیمتی اضافہ کر رہا ہے۔ صدر انجمن کے وہ قانونی مشیر ہیں احمدی جماعت کے لئے یہ شکرگذاری کا مقام ہے کہ خدا تعالیٰ نے لاہور جیسے مقام پر ایسے ایک نہایت قابل اور متدین نوجوان کی قانونی قابلیت سے فائدہ اٹھانیکا موقعہ دیا ہے۔ چودھری صاحب مستقل طور پر لاہور ہی میں رہیں گے اور ایڈیٹری کے فرائض انکی قانونی پریکٹس میں روک نہیں بلکہ وہ چیف کورٹ میں بھی کام کرتے ہیں رسالہ کی ایڈیٹری نے ان کی قانونی قابلیت میں بہت قیمتی اضافہ کر دیا ہے گویا سب سے اول

تازہ اطلاعوں سے معلوم ہوتی ہیں بہرحال میں تو اسے خدا تعالیٰ کا ایک فضل سمجھتا ہوں کہ چودھری صاحب نے لاہور کا قیام پسند کیا۔ اس سے ہماری جماعت کے ان افراد کو جو فائدہ نہیں پہونچیگا جو چیف کورٹ میں اپنے کاروبار رکھتے ہیں۔ بلکہ ہر قوم اور مذہب کے لوگ جو فطرتاً لائق اور شریف اور قانون کے پابند ہیں اس سے فائدہ اٹھائینگے